مقابل کھڑے ہو کر صاف اپنا منہ سے کہدیو کہ خدایا اگر اس نبی کے مقابل ہم جھوٹے ہیں تو ہمپر موت بھیج ۔ قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صدقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظلمین ۔ تو کہدے اے یہودیو اگر تمہارا خیال ہے کہ لوگوں کے سوا صرف تمہیں خدا کے پیارے اور دوست ہو یعنی سوا بنی اسرائیل کے کسی دوسری قوم میں نبی نہیں ہو سکتا تو موت کی خواہش کرو اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو ۔ اور پھر بطور پیشگوئی کے فرمایا ہے وہ ہرگز اسبات کی خواہش نہ کریں گے بوجہ ان کاموں کے جو انہوں نے میری مخالفت کی ہے ۔ اور خدا کو ظالم لوگ معلوم ہیں ۔ اسیطرح عیسائیوں سے فرمایا کہ اگر تم میری باتوں کو نہیں مانتے اور میری باتوں اور دعوی سے انکار کرتے ہو تو آؤ ہم تم مباہلہ کریں یعنی ہر ایک فریق اپنی جورو لڑکوں کے ساتھ خدا سے یہ دعا کریں کہ خدایا اگر ہم سچے ہیں تو ہمارے مخالف پر آفت اور غضب بھیج اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمپر غضب نازل کر اور پھر دیکھیں کہ کون سچا ہے جیسا کہ قرآن میں موجود ہے ۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین تو کہدے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹے اور ہم اپنی عورتیں اور تم اپنی عورتیں اور خود ہم اور تم اور پھر ہم اور تم ملکر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر ۔ لیکن کوئی یہودی اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میدان میں کھڑے ہو کر مقابلہ نہ کر سکا اگر وہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو دلسے متیقن نہ تھے تو مقابلہ پر ڈرنا کیا تھا یہودی اپنے منہ سے کہدیتے کہ الٰہی جھوٹوں پر موت آئے اور عیسائی مباہلہ کر لیتے ۔ لیکن وہ حق کے مقابلہ میں اتنا لفظ بھی کہنے سے ڈر گئے اور اپنا باطل پر ہونا مان لیا اور اپنے جھوٹے سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی ۔ کچھ عیسائی صاحب مباہلہ کے لیے آئے بھی تو شکل ہی دیکھکر چلدے ۔

سوچیے ! سوچیے !! سوچیے !!!

فقط

الراقم سید ارادت حسین احمدی ۔ بر مکان مولوی لیاقت حسین صاحب وکیل للو پوکھر ۔ مونگیر ۔

جب اس خط کو گئے ہوے پندرہ روز گذر گئے یعنی ۳ اگست ۱۹۰۱ء کو ایک کارڈ یاد دلانے کے لیے لکھا گیا کیونکہ ابھی تک جواب نہیں آیا تھا ۔ اسکے جواب میں پادریصاحب نے جو خط لکھا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلیے ذیل میں لکھا جاتا ہے وھو ہذا ۔

۷ اگست ۱۹۰۱ء از مابڑہ

خداوند کریم تمہارے ساتھ ہو میاں ارادت حسین احمدی صاحب ۔ کارڈ مرسلہ آپ کا پہونچا ۔ مضمون سابقہ آپ کا بذریعہ بابو جون پال واپس کر دیا گیا تھا ۔ اب مجکو زیادہ فرصت بحث کرنے کی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجکو کوئی مضمون نہ بھیجیے زیادہ سلام ۔ راقم پادری بیچل صاحب بہادر مقام مابڑہ کرنگ رڈ نمبر ۱۵ ۔

اس خط کا جو جواب لکھا گیا وہ بھی درج ذیل ہے ۔ مورخہ ۸ اگست ۱۹۰۱ء از شہر مونگیر ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادری بیچل صاحب ۔ آپکا خط مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۱ء پہونچا ۔ آپ کا یہ لکھنا کہ اب مجھکو زیادہ فرصت بحث کرنیکی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجکو کوئی مضمون نہ بھیجیے ۔ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آپ اسلام کی ان صداقتوں پر جنکو میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کچھ دم نہیں مار سکے اور اسلام کی حجت آپ پر اور آپکے سب مسیحیوں پر تمام ہو گئی وما علینا الا البلاغ ۔ اور ہمکو کیا ضرورت ہے کہ جو شخص عاجز آ گیا ہو اسکے پیچھے پڑیں ۔ اور جان پال نے مجھکو مضمون واپس نہیں دیا ہے ۔ اور نہ مجھکو مضمون کے واپس لینے کی ضرورت ہے میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ وہ آپ ہی لوگوں کے پاس رہے شاید کسی سلیم الفطرۃ عیسائی کی آنکھوں سے گذرے فقط راقم سید ارادت حسین احمدی بر مکان محمد اسمٰعیل خان ۔ چھوٹی کیلا باڑی ۔ مونگیر ۔

یہ مضمون جو پادری بیچل صاحب کے پاس بھیجا گیا تھا پادری رورنڈ براس صاحب کے پاس بھیجنا چاہیے تھا ۔ کیونکہ اب مونگیر کے بڑے پادری یہی صاحب ہیں ۔ اسوجہ سے انکو ۲۳ اگست کو اس مضمون کا خط لکھا گیا کہ جان پال سے میرا مضمون لیکر آپنے تو ضرور دیکھا ہوگا اگر ہو سکے تو جواب دیجیے مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اسلیے ۸ ستمبر کو انکو ایک کارڈ اتمام حجت کے لیے لکھا گیا جو ذیل میں درج ہے ۔

وھو ہذا

جناب رورنڈ پادری براس صاحب تسلیم ہمارے مضمون مثیل موسی کا جواب ورنڈ بیچل صاحب سے جب نہ ہو سکا تو انہوں نے مضمون کو آنکھ بند کر کے واپس ہی کر دیا ۔ مگر جان پال نے شرم کے مارے واپس نہیں کیا ۔ پھر مینے اتمام حجت کیلیے آپ کو لکھا تھا لیکن آپ بھی جواب سے مجبور رہے اور ذرا لب بھی نہ ہلا سکے نہ پادری بیچل صاحب کیطرح کم فرصتی کا بہانہ کیا ۔ اور کیونکر کر سکتے آپ لوگ تو اسی کام کے لیے ڈبل مشاہرہ پاتے ہیں ! اس لیے آپ یہ بھی اسلام کی

حجت تمام ہوئی الحمد للہ علی ذالک وما علینا الا البلاغ۔

اور اسی روز ہم نے جان پال کو بھی ایک خط لکھا وہ یہ ہے۔

جناب پادری جان پال صاحب تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسیٰ کے اصل مخاطب آپ ہی ہیں۔ لیکن جب آپ نے پہلے روز شکست فاش کھائی تو دوسروں کو میرے مخاطب کر دیا۔ لیکن ان لوگوں کی جوگت آپکی نظروں کے سامنے ہوئی وہ تا زندگی یاد رہیگی اور پھر رونڈو یل اور برٹش صاحبان کی حالت جو میرے مضمون اور خطوں سے ہوئی وہ آپکو معلوم ہے کہ ان سب پر کیسی اسلام کی حجت تمام ہوئی اسلیے میں آپکو لکھتا ہوں کہ اگر آپ سے ہو سکے تو میرے مضمون کا جواب دیں لیکن کیا آپ جواب دے سکیں گے ؟ ناممکن ہے یہ خط تو میں نے صرف مزید اتمام حجت کے لیے لکھا ہے۔

ایک خط ایک اور عیسائی کو لکھا گیا جس نے مباحثہ کے دن یہ لاف زنی کی تھی کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھے صفحہ پر جواب دینگے۔ اور وہ یہ ہے۔

میاں فیروز صاحب۔ تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسیٰ کے روز جوگت آپ کے پادریوں کی ہوئی تھی وہ تو آپ کا چشم دید واقعہ ہے لیکن پھر جو آپ لوگوں کے حسب خواہش تحریری مضمون بھیجا گیا اسکا جواب بھی نہ رونڈو یل صاحب سے ہو سکا نہ رونڈو برٹش صاحب سے۔ اب چونکہ آپ نے مباحثہ کے دن بڑے دعوی سے کہا تھا کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھے صفحہ پر جواب دیں گے۔ لیکن آدھا صفحہ کیا ایک دفتر میں بھی آپ لوگوں کا جواب نہیں دیکھا گیا اس لیے میں لکھتا ہوں کہ اپنے بڑے بول کو پورا کیجیے۔ آپکو اس بڑے بول کی وقت دعوی تثلیث اور کفارہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ان خطوں کا جواب اتنک دو ہفتہ سے بھی زیادہ ہو گیا نہیں آیا اور نہ آنیکی امید ہے۔

غرض ان پادریوں کی حالت تو ناظرین کو معلوم ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کیسے صداقت کے دشمن اور ہٹ دھرم ہیں۔ اب میں کل عیسائی دنیا کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اے عیسائیو۔ اے پادریو اے کلرجیو۔ اے بشپو۔ اے پوپ صاحب۔ جنکی نظر سے یہ میرا مضمون گذرے اگر تم لوگوں میں اس کے جواب دینے کی طاقت ہو تو تیار ہو جاؤ اور اپنے دعوی کو ثابت کر دکھلاؤ اور زور دکھلاؤ۔ اور میری دلیلوں کو توڑو۔ اور زور توڑو۔ دیکھو پہلو تہی نہ کرو جتنے مضمون اس کے جواب میں آئیں گے میں ہر ایک کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں ہاں تیار ہوں آزما لو۔ آزما لو۔ ضرور آزماؤ۔ ورنہ اس الزامی زندگی سے مر جانا بہتر ہے جو دعوی کرو اسکی دلیل پاس نہ رکھو۔ یہ کیسی بات ہے۔ یہی وقت روح القدس سے مدد لینے کا ہے اس وقت اگر مدد نہیں دیگی تو کب دیگی تمہارا ایک دعوی ٹوٹا جاتا ہے تو خبر لو ضرور لو۔

ناظرین اب میں تم سے جدا ہونے سے پہلے بھائی مفتی محمد صادق صاحب احمدی کا ایک مختصر سا مضمون اسی پیشگوئی کے بارہ میں بغیر سنائے نہیں رہ سکتا جو انہیں آیات ۱۶ و ۱۷۔ کی تفسیر بھی ہو جائیگی جو مباحثہ میں چھوڑ دی گئی تھی۔

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ کے متعلق ہے اس کے دو جواب ہیں

اول ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا ہے کہ وہ بھی تیری مانند ہوگا یعنی صاحب شریعت ہوگا۔ مخالفین سے جنگ کرے گا۔ ایک قوم کا سردار ہوگا خود معاشرت کا نمونہ دکھلائے گا ان باتوں میں سے کوئی بات حضرت عیسیٰ میں پائی نہیں جاتی تھی۔ بلکہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ کی شریعت کو پورا کرنے آیا ہوں وغیرہ۔

دوم۔ نہایت غور کے قابل یہ بات ہے کہ مقام حورب میں بنی اسرائیل پر شریعت نازل ہوئی تھی اور بنی اسرائیل کو جبکہ خدا نے اپنی قدرت کا ایک نظارہ دکھایا گیا۔ مگر بنی اسرائیل نے ناشکری کی اور دعا مانگی کہ ہم پھر کبھی خدا کی آواز نہ سنیں۔ اسپر خدا نے انکی دعا کو قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا آیندہ تمہارے درمیان کوئی ایسا نہ ہوگا جو شریعت لاوے۔ یہ راہ تم پر بند تھا۔ آیندہ شریعت لانیوالا تمہارے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا۔ آیت ۱۶ میں واقعہ حورب کا ذکر ہے آیت ۱۷ میں بنی اسرائیل میں اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے آیت ۱۸ میں قبولیت کا نتیجہ بتلایا گیا ہے۔ فقط

مختصر نوٹ اور نکات

حضرت مسیح علیہ السلام کی موت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست دلیل کیا ہوگی کہ ان کی قوم میں زندگی کی روح باقی نہیں ہے یعنی وہ قوت قدسی اور پاک جذب جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اخلاق اور اعمال صالحہ میں ایک نمایاں اور درخشاں تبدیلی عطا فرماتا ہے اسکے آثار مفقود ہیں اور مردہ پرست ملت اور صلیب کے پجاری قوم میں ایک بھی مدعی نہیں پایا جاتا جو ان نشانات کی بنا پر اور اس معیار پر جو مسیح نے ایماندار وں کیلیے انجیل پر مقرر کیا ہے کامل العیار ثابت ہو۔

زندہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں وقت ایک ہی ہے اور اُنہی میں ہو کر اور اُنہی کے طفیل سے کل انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کی صداقت عیاں ہے وہ کون؟ حضرت مخبر عالم سید ولد آدم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اسکا یہی ثبوت یہی ہے کہ خدا نے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کو اپنی پاک تاثیروں اور قوت کشش کے ساتھ بھیجا ہے اور ہزاروں نشان اسکی تائید میں ظاہر فرمائے ہیں۔ اس نے آکر دعوی کیا ہے کہ میں خدا تعالے سے فیض پاکر اور روح القدس کی قوت سے تائید پاکر بولتا ہوں اور غیبی تائیدوں اور ان نشانات کے ساتھ جو قرآن کریم میں مومنوں کیلیے مقرر ہیں اپنے آپکو راستباز ثابت کرنیکے لیے ہر وقت طیار ہوں اور یہ امر دعوی ہی کے رنگ میں نہیں ہاں اس کے نشانات لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے دیکھے اور مشرق اور مغرب میں انکی اشاعت ہوئی۔ یہانتک کہ ہزارہا سعادتمندوں نے اسے قبول کیا اور قدسی قوت کے نیچے آکر اپنے اخلاق و عادات میں نمایاں تبدیلیاں حاصل کیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ یہ تبدیلی محض اسی کے پاک انفاس کی وجہ سے ہوئی ہے۔

پس اسوقت اسلام کی زندگی قرآن کی زندگی اور سچ تو یہ ہے حی قیوم خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت اگر اسوقت کوئی ہے تو وہ **مسیح موعود کا پاک وجود ہے**۔ جو لوگ بغض سے اور انانیت سے اسکی مخالفت کرتے ہیں اور قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کہلا کر بھی انکار کرتے ہیں وہ ہمیں خوش ہونا چاہتے ہیں کہ **اسلام کو مردہ مذہب قرار دیں** !! ہیہات افسوس !!!-

---

ناعاقبت اندیش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ادعائے نبوۃ و رسالت پر جو فنا فی الرسول اور خاتم النبین کے ظلہ اور لباس میں اور اسکی جیادہ کے نیچے ہے اعتراض کرتے ہیں اور خاتم النبیین کی مہر کے خلاف بتاتے ہیں مگر یہ تو نری تشنہ کی تیہو کیں ہیں یا خیالی باتیں۔ وہ اسکا جواب کیوں نہیں دیتے کہ ختمیت کی مہر محمدؐ کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا مسیح ابن مریم علیہما السلام کے آنے سے سوال کے اس دوسرے حصہ کو بالکل ہضم کر جاتے ہیں اور اسکو چھوتے ہی نہیں حقیقت یہی ہے کہ یا تو مسیح ابن مریم اسرائیلی ناصری کے نزول کو صحیح قرار دیکر خاتم النبین کی مہر توڑنیوالا اور قرآن کو چھوڑنیوالا تمہیں بننا پڑے گا اور یا آخر قرآن اور احادیث کی پیشگوئی متعلقہ مسیح موعود کی صداقت کے لیے ماننا پڑیگا کہ **حق و حکمت وہی ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء لے کر آیا ہے**۔

عسل مصفےٰ

مولفہ مرزا خدا بخش صاحب ابو العطاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعادی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۱۲۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان میں جناب قاضی ضیاء الدین صاحب سے اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بچار قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے جلد خرید و۔ بہت خریدی جا رہی ہے۔

اس ہفتہ کی بیعت

محمد عالم الدین صاحب - پسرور ضلع سیالکوٹ
محمد بخش صاحب سوداگر چرم کنجاہ
محمد ابراہیم صاحب امام مسجد ناسنور کشمیر
عبد الرحمن ملک صاحب واڑ " "
عبد القادر صاحب " "
حبیب اللہ صاحب خیاط " "
محمد جیو صاحب " "
شعبان ریشی صاحب " "
امیر ریشی صاحب " "
محمد رمضان صاحب مقو - ریشی نگر "
ولی محمد صاحب " "
عبد العزیز صاحب " "
عبد العزیز صاحب گنائی " "
عبد العزیز صاحب - فرہارڈ "
عبد القدوس صاحب ریشی نگر " "
محمد رمضان صاحب نمبردار " "
عبد الرحمن صاحب معہ زوجہ - چک امرتسر متصل یاڑی پورہ چک باجہ صاحب
عبد اللہ صاحب " "
مرزا محمد یوسف بیگ صاحب - بنگلور ملسور بازار روڈ نمبر مکان ۳۰-
عبد الحق صاحب کشمیری - سیالکوٹ
مرزا انتھو بیگ صاحب معہ قبیلہ - بیانی خ
عبد الرحمن صاحب - معسکر بنگلور اسٹریٹ محلہ یلاک پلی نمبر ۲۰ مکان -
فرید الدین صاحب - بٹیٹی ریاست نابھا
اہلیہ خلیفہ محمد عبد اللہ صاحب وکیل اسلام - معسکر بنگلور-
فیروز الدین صاحب - ماروکی - گجرات
امام الدین صاحب " "
محمد صدیق صاحب " "
محمد حسین صاحب - الہ آباد - محلہ دائرہ شاہ اجمل
سید محمد صادق شاہ صاحب نمبردار لدرون ریاست کشمیر
حافظ عبد الکریم صاحب - ملوانی گجرات
سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ شاہپور

راقم محمد سراج الحق نعمانی

ایک ہفتہ کی

تعطیل

خدا کے فضل و کرم سے الحکم نے اپنے ملک اور قوم کی خدمت میں ایک اور سال پورا کیا۔ اور خدا کرے کہ ہمیشہ کے لئے وہ بہترین **خادم** اور **رفیق** ملک و قوم ثابت ہو۔ (آمین)

سال بھر کی جسمانی اور دماغی محنت کے بعد حسب معمول وہ آخیر ہفتہ کی رخصت کی اطلاع دیتا ہے اگرچہ سال کا آخیری ہفتہ دارالامان میں قومی اجتماع کے باعث اس کی از بس مصروفیت کا ہفتہ ہوتا ہے اور یہ تعطیل اس کے آرام کے لئے کتنی نہیں ہو سکتی تاہم وہ نئے سال کے لئے پھر خدمت قوم کے لئے خدا کے فضل و کرم سے طیار ہو جاتا ہے۔ امید ہے ناظرین الحکم اپنی دعاؤن مین اپنے قومی خادم کو نہ بھولین گے۔ لہذا الحکم کا اگلا اشو ۱۹۰۲ء کا آخری نمبر ہوگا۔

غالباً۔ یہان اس امر کا ذکر بے محل نہ ہو گا۔ کہ اس سال الحکم گذشتہ تمام سالوں کی نسبت بلحاظ مضامین و دیگر مراتب ظاہری کاغذ کتابت وغیرہ کے نہایت عمدہ حالت مین شایع ہوتا رہا ہے۔

اور یہہ امر اولاً خدا تعالٰے کے احسان پر مبنی ہے اور بلحاظ اسباب ظاہری خریداران الحکم کی خوش معاملگی اور وقت پر قیمت ادا کرنے پر۔ اس لئے مین ان تمام بزرگون کا شکر گذار ہون جنہون نے مجھے الحکم کی موجودہ حیثیت کو قائم رکھنے مین ممکن امداد سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن یہہ شکایت مجھے ابھی تک بدستور ہے کہ الحکم کی اشاعت کی وسعت کے سوال کو عام طور پر قوم نے حل کرنے مین تغافل اور تساہل سے کام لیا ہے بجز چند احباب کے جو اس میدان مین کام کر رہے ہین۔ مین امید کرتا تھا کہ اگر میری تجویز پر عمل درآمد کرنے کی طرف توجہ کیجاتی تو ۱۰ر جنوری ۱۹۰۲ء کا الحکم ایک ہزار طبع ہوتا مگر ابھی تک سات سو تک بھی نوبت نہیں آئی اخبار کی حالت اور ہیئت مین جو تبدیلیان میرے سامنے ہین۔ اس کے لئے کثرت اشاعت کا سوال حل ہونا ضروری ہے اس لئے مین اپنے ناظرین سے پھر امید کرتا ہون کہ وہ یہ خیال ہرگز نہ کرین کہ مذہبی اخبارات سے لوگون کو دلچسپی نہیں وہ اپنے احباب کو کم از کم ایک سال کے لئے خریدار بنا لین آئندہ کے لئے الحکم خود ان کو اپنی خریداری پر متوجہ کرے گا بہرحال ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۱ء کا اشو اس سال کا آخری نمبر ہوگا اور ۱۹۰۲ء کا پہلا نمبر ۱۰ر جنوری ۱۹۰۲ء کو بفضلہ تعالٰے شایع ہوگا۔ انشاءاللہ

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ۲۴ دسمبر کا اخبار ذرا دیر کرکے روانہ کیا جاوے گا باین خیال کہ جو بزرگ یہان آنے والے ہون ان کا اخبار مارا مارا نہ پھرے۔

لاہور مین مسلمانون کی ایک مذہبی جلسے کی تیاریان

انجمن نعمانیہ لاہور کے آنیوالے جلسے کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ بغرض اندراج الحکم موصول ہوا ہے جسے ہم مسلمانون کی اطلاع کے لئے درج کرتے ہین

(ایڈیٹر)

ہم اس امر کو کمال مسرت سے شایع کرتے ہین کہ **انجمن نعمانیہ لاہور** کا چودہوان سالانہ جلسہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ جنوری ۱۹۰۲ء (جمعہ۔ ہفتہ۔ اور اتوار کے دن) بمقام لاہور بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جس کے لئے ابھی سے دھوم دھام کی تیاریان ہو رہی ہین۔ اس انجمن کا مقصد خاص مذہبی ہے پولیٹکل معاملات وغیرہ سے اس کو کوئی سروکار نہیں اور سب سے بڑی خصوصیت اس انجمن کی یہہ ہے کہ نہ صرف مختلف اسلامی فرقون کے متعلق بلکہ غیر مذاہب والون کے بمقابل بھی اس کی پالیسی بالکل صلح پسندی کی ہے نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصون کے بڑے بڑے نامی علما۔ اور مشاہیر اور سپیکر اس کے سالانہ جلسہ مین شامل ہوتے ہین اور اپنے فصیح و بلیغ تقریرون سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہین گذشتہ جلسہ مین علاوہ لاہور کے علما و فضلا اور سپیکرون اور شعرا سے امدار کے۔ پشاور۔ گوجرانوالہ گجرات۔ سیالکوٹ۔ لودھیانہ۔ کانگڑہ۔ پٹیالہ۔ بٹالہ۔ بہاولپور۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ جالندھر ہوشیارپور۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ الہ آباد بمبئی وغیرہ مختلف مقامات سے بڑے بڑے معززین اور بزرگان قوم شریک جلسہ ہوئے تھے اور وعظ اور تقریرون نے اور نظمون نے جو سمان باندھا تھا وہ ابھی تک ہماری آنکھون کے سامنے ہے۔

غرضکہ پنجاب مین انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ گویا ایک اسلامی تیوہار ہوتا ہے کہ لاہور کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے اور مختلف اقطاع ہند کے مسلمانون باہم میل جول اور ملاقات بڑھانے کا موقع بھی ملتا ہے اس دفعہ کے سالانہ جلسے مین بالخصوص بہت ہی زیادہ رونق ہونے کی امید ہے کیونکہ ہندوستان کے بہت سے سربرآوردہ مشاہیر کیطرف سے تشریف آوری کے وعدے ہین۔ غرضکہ یہہ جلسہ اپنی وضع کا بالکل نرالا اور بے نظیر ہوتا ہے اور لڈ اسلام کے ماننے والے مسلمان اس انجمن پر شیدا اور فریفتہ ہین۔

عالیجناب لفٹننٹ کرنل سردار بہادر راجہ محمد عطاءاللہ خان صاحب رئیس اعظم پنجاب گذشتہ جلسہ کے میر مجلس تھے اور اس دفعہ بھی وہی ہونگے۔

جلسہ کی غرض "محض تبلیغ احکام الہی اور تحریص و تشویق علوم دین" بتائی گئی ہے۔ اور جو صاحب اس جلسہ مین کوئی مضمون یا نظم پیش کرنا چاہین ان کے لئے ضروری ہے کہ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے جناب **خلیفہ مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور** کے ساتھ خط و کتابت

گرین - بیرونجات کے مہمانون کے لئے انجمن کی طرف سے اُن کی رہایش اور مہمانداری کا انتظام بلاکسی قسم کی فیس کے ہرسال کیا جاتا ہے - البتہ یہہ ضروری ہے کہ جو صاحب تشریف لانا چاہین تاریخ و وقت تشریف آوری سے ۱۵ / جنوری تک سکرٹری کو مطلع فرماوین تاکہ ریلوے اسٹیشن پر ان کے استقبال کا اور بستر فروکش کرنے کا انتظام سہولت سے ہو سکے ؎ "

اے - ایل ڈینس صاحب اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر راولپنڈی مین تعینات کئے جاوینگے اُن کے آنے تک سید ولی شاہ صاحب سیالکوٹ سے راولپنڈی کو جاوینگے -

---

ایف - ٹی - ڈکسن صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ہزارہ - آر - ٹی - کلارک صاحب سے سکرٹری کئے جانے پر ملتان مین تعینات کئے جاوینگے

حرفت کی تعلیم

پرنس کنسرٹ مرحوم اپنے کل بچون کو کسی نہ کسی صنعت کی ضرور تعلیم دلواتے تھے چنانچہ موجودہ شہنشاہ انگلستان کو موچی گری کی تعلیم دلوائی تھی جسمین وہ بڑے مشتاق ہین - منہ

خراب مہینے

لندن مین دسمبر کا مہینہ صحت کے لحاظ سے سب سے خراب ہوتا ہے - اِسکے بعد مارچ کا مہینہ ہے لیکن فرانس مین جنوری اور جرمنی مین مارچ سب سے خراب مہینے ہین نیویارک امریکا کا باغ حیوانات سب سے بڑا ہوگا - اسکا رقبہ دو سو اکسٹھ ایکڑ ہوگا -

---

خسرہ کا علاج

فرانس مین عورتین ان بچون کو جو خسرہ کے عارضہ مین مبتلا ہوتے ہین - سرخ کپڑے پہناتی ہین ایک عالم نے تجربہ کیا ہے کہ ایسی مریض کی کھڑکیون مین سرخ چپکانا مفید ہے - ؎

دار الامان کا

ہفتہ

(۱) حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالےٰ اشاعت حق مین مصروف ہین - مصر کے لئے رسالہ لکہا جا رہا ہے اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار عربی - فارسی - اردو - پشتو اور انگریزی مین طبع ہو رہا ہے -

۲ - **میگزین** کا پراسپکٹس اس ہفتہ انشاء اللہ شایع ہو جاوے گا - سردست انگریزی میگزین چالیس سے لیکر پچاس صفحوں تک ہر مہینے کی بیس تاریخ کو قادیان سے شروع سال سے شایع ہوگا - قیمت سالانہ **چھہ روپیہ** مع محصول ڈاک ہوگی - تمام درخواستین اور قیمت مولوی محمد علی صاحب ایم - اے ایڈیٹر رسالہ میگزین آنی چاہیں -

۳ - اس ہفتہ مین ملک پیر بخش صاحب صوابی سے اور میان قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم سے دار الامان مین وارد ہوے -

۴ - حضرت اقدس کے ایما سے ایک نقشہ ان تمام نشانات اور پیشگوئیون کا طیار کیا جا رہا ہے - جو حضرت اقدس کی تائید مین خدا ے قدیر کے الہام کے موافق پوری ہو چکی ہین - ان پیشگوئیون کی ترتیب حروف تہجی کے موافق ہوگی - اور اس مین وہ تمام پیشگوئیان بہی درج ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے متعلق فرمائی ہیں - یا قرآن کریم مین درج ہین - یہ نقشہ ایک قابل قدر چیز ہوگی - اور دنیا پر اتمام حجت -

۵ رمضان شریف کا چاند جمعرات کو نظر آیا - اور یہان دار الامان مین پہلا روزہ جمعہ کو ہوا -

---

ایک مبارک

تجویز

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کی جو چٹھی ندوۃ العلماء کے نام گذشتہ اشاعت الحکم مین شایع ہوئی ہے چونکہ وہ بہت ہی مفید اور قابل قدر چٹھی ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی ہزارون کاپیان شایع ہون - خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اپنی حیثیت کے موافق یہہ ارادہ کیا تہا کہ اس کو **پمفلٹ** کی صورت مین نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر **ساڑھے تین سو** چھاپ کر تقسیم کرے - یہہ پمفلٹ کوئی تین جزو کا ہوگا - اور ساڑہے تین سو پر کوئی عنہ خرچ آینگے جو ایڈیٹر الحکم ادا کرے گا - اس کی روانگی ڈاک وغیرہ کے اخراجات مزید برآن ہونگے -

مگر ابہی تک یہہ تجویز عام نہ کی گئی تہی کہ برادرم **ڈاکٹر رحمت علی صاحب** نے جو ایسے کامون مین ہمیشہ بڑہ کر حصہ لیتے ہین وزیر آباد کے ریلوے اسٹیشن پر ایک خط حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے نام لکہا کہ اگر یہہ پمفلٹ کی صورت مین مفت تقسیم کیا جاوے تو **پانچ روپیہ** مین دینے کو طیار ہوں ان کے اس خط کی بنا پر مجہے تحریک ہوئی کہ اس تجویز کو عام کر دون - ممکن ہے کہ اور بہائی بہی اس ثواب مین شریک ہونا پسند کرین اس لئے ۲۴ / دسمبر ۱۹۰۱ء تک انتظار کر کے مین ساڑہے تین سو کاپیان اپنے خرچ سے چہپوا کر اور ڈاکٹر صاحب کے خرچ سے مناسب مقامات پر بہیجدون گا - اگر اور احباب اس کار خیر مین شریک ہو گئے - تو امید ہے کہ سات سو یا اس سے زیادہ جلدین طبع ہو جائین -

بہر حال اب یہہ کام قوم کا ہے -

قرآن مجید
کا
جدید ترجمہ اور دہلوی و بجنوری
زندہ مترجم

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین ہمنے قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق زندہ مترجمون کی خدمت مین ایک التماس کی تھی اور ہمین امید تھی کہ اگر دونو بزرگ یعنے مرزا حیرت اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے محض تجارتی اصول کو مد نظر نہین رکھا۔ تو وہ اس پر پوری توجہ کرین گے۔ مگر ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے اپنے تمول اور خیالی طلاقت لسانی کی شہرت کو قرآن مجید کی عزت و عظمت کے مقابلہ مین کوئی وزن دیکر اس تحریر پر توجہ کرنی ہی نامناسب سمجھی ہے۔ ورنہ اس کے کیا معنے کہ انہون نے اس کا کوئی جواب نہین دیا۔ ڈپٹی صاحب نے شاید قرآن مین پڑھا ہوگا۔

والعزة لله جميعًا اگر ان کو قرآن کریم کی عزت مطلوب تھی تو کیا حرج تھا۔ وہ اس میدان مین نکلتے۔ برخلاف اسکے مرزا حیرت صاحب نے ہمین یقین دلانا چاہا ہے کہ وہ ہر طرح سے اس معاملہ کے صاف کرنے کے لئے طیار ہین۔ چنانچہ انہون نے یہانتک لکھدیا کہ **لاہور** مین ایک جلسہ کر کے وہ اس کا تصفیہ کر لینے پر رضامند ہین اور اگر ان کی غلطیان غلط قرار دیجا دین تو وہ بڑی خوشی کے ساتھ تسلیم کرین گے اس سے بڑھ کر ہم صفائی نیت کے لئے سرست اور کسی دلیل کے محتاج نہیں ہین۔ اور ہم خوشی کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہین۔ کہ مرزا حیرت صاحب نے اس بات کے پیش کرنے مین اور اپنی غلطیون کا جو بشری سہو کا تقاضا ہو سکتی ہین اور جو قرار دیجا دین کہ وہ غلطیان ہین) مان لینے کے لئے مردانہ جرأت کا اظہار کیا ہے انہون نے قرآن شریف کی عزت و عظمت کو اپنی شہرت اور محنت پر نثار کر دینے کا کم از کم دعوے تو کر دیا ہے۔ اس لئے ہم امید کر سکتے ہین۔ کہ ان کو جو ضروری اور مفید باتین اس ترجمہ کے متعلق بتائی جاوینگی۔ وہ نہایت شوق اور خوشی بلکہ شکر گذاری کی روح لیکر ان پر غور کرین گے۔ اور یہ ایک اصول ہے۔ جو قرآن مجید کی سچی خدمت کرنے والون کے ہمیشہ پیش نظر ہونا چاہیے۔ آئندہ کے لئے ضرورت نہین ہے۔ کہ الحکم بلا کسی خاص ضرورت کے اپنے کالمون مین اس بحث پر کوئی نوٹس لے۔

روئے زمین کے مسلمانونکی انٹرنیشنل کانفرنس

مصر کے اخبارات **المؤید** اور **المنار** مین مندرجہ بالا مضمون پر مختلف رنگون اور پیرایون مین طبع آزمائیان کی گئی ہین۔ اور علی گڑھ گزٹ نے بھی ان اخبارات کے مضمون کو نقل کرتے ہوئے خود قریباً تین صفحہ کا آرٹیکل لکھا ہے یہ خیال کہ روئے زمین کے مسلمانون کی ایک جنرل کانفرنس ہو۔ کوئی نیا خیال نہیں ہے علی گڑھ گزٹ نے اس کو **جمال الدین** افغانی کی جدت طبع کا نتیجہ قرار دیا ہے ہم کو اسقدر پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے ہم اس کو صرف ۱۹۰۰ء تک پیچھے لے جاتے ہین۔ اسوقت بھی یہی بحث بعض جراید مین چھڑی تھی اور خصوصیت کے ساتھ حبل المتین کلکتہ اس بحث مین نمایان پارٹ لینے والا تھا الحکم نے اس وقت بعض تحریکون پر اس کانفرنس کے متعلق جو رائے دی تھی اسے ہم ذیل مین درج کر دیتے ہین اور اس وقت بھی ایسی کانفرنسون کے متعلق ہماری یہی رائے ہے۔ اگرچہ گذشتہ اشاعت مین **ندوة العلماء** کے نام جو خط ہمارے محسن و مخدوم بزرگ کا شایع ہوا ہے وہ ایک قابل قدر اور لوح دل پر **آب عمل** سے لکھ لینے کے لایق زرین اصول ہے اور اسکی آمد کے بعد اور کسی تحریر کی ضرورت نہیں۔ تاہم اس امر کو تا نہ کرنیکی لئے کہ الحکم نے اسوقت کیا رائے دی تھی اس نوٹ کو درج کر دیا جاتا ہے۔ جو الحکم جلد ۲ نمبر ۲۸ و ۲۹ کے صفحہ ۴ کالم دو و تین مین درج ہے ہم امید کرتے ہیں کہ **نواب محسن الملک** صاحب اور دوسرے لوگ جو ایسی کانفرنسونپر اپنی خیالات ظاہر کرتے ہین اس پر بھی غور کرلین چونکہ یہ بحث اسوقت ہی بند ہوگئی تھی الحکم نے آئندہ خود بھی اس سلسلہ کو بند کر دیا تھا اور اس نوٹ ہی کو کافی سمجھا تاہم چاہا گیا تھا کہ نواب محسن الملک صاحب کی تحریک چند پیشن ان ناعاقبت اندیش مسلمانونکی خاطر یہان درج کر دین جو حضرت جری الله فی حلل الانبیاء کو اپنی اثبات دعوی کیخاطر کیا دوسرے ملک مین جانیکا مشورہ دیا کرتی ہین تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہان کے علماء کا کیا حال ہے اور وہانکی عمایداو حکام کی کیسی حالت ہے مگر قلت گنجایش نے ہمین روکدیا تاہم ہم امید کرتے ہین کہ بہت جلد ہم وہ حصہ ضرور شایع کر دین گے۔ انشاء الله

نوٹ جو الحکم کے محولہ بالا نمبر مین شایع ہوا تھا یہ ہے

مسلمانان روئے زمین کی انٹرنیشنل کانفرنس

کچھ عرصہ سے بعض مسلمان اخبارات مین عموماً اور اخبار حبل المتین کلکتہ مین خصوصاً اس امر پر بحث ہو رہی ہے کہ مسلمانان روئے زمین کے چند معززاور مقتدر علماء اسلام باہم ہر سال کسی مقام پر اکٹھے ہو کر مسلمانونکی بہتری کے معاملات کی سوچ اور شیعہ سنی مسلمانون مین باہم اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کیا کرین اس تجویز پر جتنے منہ اتنی ہی باتین ہو رہی ہین۔ لاہوری پیسہ اخبار ایسی کانفرنس کے انعقاد کیجگہ **ام القرا** کے قرار دیتا ہے اور حاجی اسماعیلخان صاحب علی گڈھی ایسی کانفرنس سے یہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ یورپ کی عیسائی سلطنتین مسلمانون کو پولٹیکل طور پر کمزور کرنے لگین گی اور بنظر بوجوہات ضروریات مختلفہ اہل اسلام ایسی کانفرنس سے عمدہ نتیجہ پیدا ہو گا۔ **مین** نے بھی اس معاملہ پر خوب غور کیا۔ اور باوجودیکہ مجھے توجہ دلائی گئی کہ اس پر اپنی رائے ظاہر کردن۔ ابتداً مین نے مصلحتاً مناسب نہ سمجھا تھا کہ کسی

قسم کی رائے دون۔ بہر حال میری سمجھ میں یہ امر نہیں آتا کہ ایسی کانفرنس قائم ہو کیونکر سکتی ہے میں اس امر کو تو مبارک فال سمجھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد ہوں۔ اور وہ **واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا** پر عمل کریں۔ مگر میرے خیال میں یہہ وحدت ارادی کی روح کسی مجمع یا کمیٹی سے پھونکی نہیں جاسکتی ہاں ایک شخص اس قسم کی روح مسلمانوں میں پھونک سکتا ہے۔

جو **زمینی** نہیں ہے بلکہ **آسمانی** ہو یہہ کام ایرا غیرا نتھو خیرا کا نہیں بلکہ یہ ایک مامور من اللہ **امام** کا کام ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت ایک **مجدد** دنیا میں آیا ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت نے عملی طور پر دکھا دیا ہے کہ ایسا اتحاد جو ایک وقت میں ہاں جائے بہائیوں میں ہو چاہیے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے

پس میں اس امر کو باآواز بلند کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ مسلمانوں نے باہمی تفرقہ پردازی سے اُن کی حالت ردیہ کو محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ **اسلامی اخوت** اور یگانگت کی روح پھونکیں۔ تو وہ اس امام سے اپنا تعلق پیدا کریں اور پہلے خود تجربہ کریں پھر قوم کو اس مفید نسخہ کیطرف توجہ دلائیں۔ تو البتہ وہ کامیاب ہو سکتے ہیں اور سچا اتحاد قائم ہو سکتا ہے ورنہ میں نہیں سمجھتا کہ ایک **شیعہ** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہوا کیونکر صدق دل سے ایک **سنی** مسلمان سے جو اُن کا دل و جان سے مداح ہے مل سکتا ہے اور ایسا ہی ایک **سنی** کیونکر اُن گالیوں کو سنتا ہوا شیعہ سے مل سکتا ہے اگر ایسا ہو تو مداہنہ اور نفاق کے طور پر ہو گا۔ جو اور بھی برا اثر پیدا کرے گا۔ ہاں اگر سچا اتحاد ہی ہو تو پھر سمجھ لو کہ ہر مذہب کو خیرباد کہنا ہو گا۔

میں چاہتا ہوں کہ اب اس مسئلہ پر دفعا وضاحت سے بحث کروں اس لئے آئندہ اشاعت پر اسے اٹھا رکھتا ہوں میں جانتا ہوں۔ کہ اس مضمون پر اکثر مخالفت کا شور بلند ہو گا۔ مگر میں بلا خوف لومۃ لائم ایک امر واقعی کے اظہار سے کیونکر رک سکتا ہوں۔ لہذا میں **حبل المتین** کے لائق ایڈیٹر سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میرے خیالات پر ذرا غور سے نگاہ کریں گے کیونکہ جو کچھ لکھا گیا ہے یا لکھا جاوے گا وہ نیک نیتی سے لکھا گیا ہے اور لکھا جاویگا۔

دلچسپ واقعات

مچھر اور موسیقی

یہ بیان کہ مچھروں پر موسیقی کا اثر ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے حیرتناک نہیں ہے۔ آواز کا اثر انسان و جانور دونوں پر ہوتا ہے یہ پرانا عقیدہ ہے۔ کہ خاص باجہ خاص قسم کے جانوروں کے محو کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اس خیال کی جمیکا کے صیغہ تعمیرات کے ایک اعلیٰ افسر مسٹر برسن نے تصدیق کی ہے وہ لکھتے ہیں۔ کہ جب بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے تو مچھر جمع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اوپر تجربہ کیا جیسے ہی آواز نکالی بکثرت مچھر سر پر جمع ہو گئے۔ لکھتے ہیں نیویارک امریکہ میں چند سال ہوئے ایک انجن برقی روشنی کا لگایا گیا۔ چلنے کے وقت بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی تھی مچھر اس کے انجن کے گرد جمٹ جاتے تھے۔ مگر ایک عجیب بات یہ ہوتی تھی کہ اگر مچھر مشین کے گرد جمع ہوتے تھے تو زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ مذکر مچھر یہ سمجھکر کہ مونث مچھر بھنبھنا رہا ہے گرد مشین کے جمع ہو جاتے ہیں اس مسئلہ کی بہت سے لوگ تحقیقات کرینگے اور کیا عجب ہے کہ مچھروں کی روز افزوں تعداد کم کرنے کے لئے کوئی مشین ایجاد ہو۔ اور یورپ کے ڈاکٹروں کو تپ دق پھیلانے والے کیڑوں کے کم کرنے میں کامیابی ہو۔

گھوڑے کہاں سستے ہاں ہیں

یہ پڑھا واقع ریاستہا میں ہر سو آدمی پیچھے پچاسی گھوڑے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں سو پیچھے بائیس۔ اور فرانس میں سو پیچھے سات ارجنٹائن ریپبلک گھوڑوں کی کثرت کے لحاظ سے کل ملکوں سے بڑھا ہے وہاں سو آدمیوں میں ایک سو بارہ گھوڑے ہیں۔ گھوڑے کی اوسط قیمت اٹھارہ روپیہ ہے۔ منہ

طویل العمر

تعجب کی بات ہے کہ گرم آب و ہوا میں سو برس سے زیادہ عمر والے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ سلطنت جرمنی میں جس کی آبادی پانچ کروڑ پچاس لاکھ ہے سات سو اٹھتر آدمی سو برس سے زیادہ عمر کے ہیں فرانس کی چار کروڑ آبادی میں دو سو تیرہ سو برس سے زیادہ عمر کے آدمی ہیں۔

بازیافتہ عینک

جنرل سر آیان ہملٹن کی عینک کے متعلق ایک عجیب دلچسپ روایت مشہور ہوئی ہے بیس برس ہوئے جب جنرل موصوف ایک معمولی سپاہی تھے تو مجوبا ہل کی جنگ میں اُن کی عینک جاتی رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بوئر نے اٹھا لی تھی۔ اور چونکہ عینک اُسکی آنکھ میں لگتی تھی۔ لہذا اس نے اُسکو بیس برس تک استعمال کیا۔ سال حال کے شروع میں ایک مردہ بوئر کے کوٹ سے یہ یہ عینک برآمد ہو ئی۔ چونکہ عینک کے خانہ پر جنرل ہملٹن کا نام تھا۔ اس لئے اپنے اصلی مالک کے پاس پہنچا دیگئی۔ منہ

تمباکو نوشی کی ممانعت

جش میں تمباکو نوشی داخل جرم ہے وہاں ۱۶۳۲ء سے تمباکو نوشی کی قانونی ممانعت ہے پہلے صرف پادریوں کے لئے تھی۔ مگر بعد سب کے لئے ہو گئی حتی کہ فی زمانہ غیر ملک کے باشندے بھی جش میں

کے جو اصول تجویز کیے ہیں وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ہیں اور محض خیالی باتیں ہیں جنہیں سچائی کی کوئی روح نہیں ہے۔ میں ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کروں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ

خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے

جب تک اس اصول پر یقین کامل گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی درحقیقت **خدا ہے اور ہونا چاہیے** یہ دو لفظ ہیں جنہیں بہت بڑے غور اور فکر کی ضرورت ہے۔ پہلی بات کہ **خدا ہے** یہ علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات قیاسی اور ظنی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو وہ صرف نظام شمسی اور دیگر اجرام اور مصنوعات پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہدے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک مدبر اور حکیم و علیم صانع کی ضرورت ہے تو اس ہی انسان یقین کے اس درجہ پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا جو ایک شخص مورد اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ واقعی **ایک قادر مطلق خدا ہے** وہ معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اسے دیکھتا ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ نری **ضرورت** کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا جو **الٰہی رعب** پیدا کر کے اسے گناہ کیطرف دوڑنے سے بچالے اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے مگر جو براہ راست خدا کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لیے اس جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی پاتا ہے جو اسکو بدیوں سے بچا لیتی اور تاریکی سے نجات دیتی ہے۔ اس کی بدی کی قوتیں اور نفسانی جذبات پر خدا کے مکالمات اور پر رعب مکاشفات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے۔ جیسے ایک شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا اسیطرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اسکی شیطنت مر جاتی ہے اور اُس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے پس یہی وہ **یقین** اور **معرفت** ہوتی ہے جسکو انبیاء علیہم السلام آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے وہ گناہ سے نجات پا کر پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طریق پر خدا نے مجھے مامور کیا ہے اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ

خدا ہے اور وہ جزا و سزا دیتا ہے

اور یہ بات کہ محض اس **یقین** ہی سے انسان پاک زندگی بسر کر سکتا ہے اور گناہ کی موت سے بچ سکتا ہے ایسی صاف ہے جس کے لیے ہمکو منطقی دلائل کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ خود انسان کی فطرت اور روزمرہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے لیے زبردست گواہ ہیں۔ جب تک یہ **یقین** کامل نہ ہوگا کہ خدا ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے اور سزا دیتا ہے کوئی اور حیلہ کسی صورت میں کارگر ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن اشیاء کی تاثیرات کی عمدگی کا ہمکو علم ہے ہم کیسے دوڑ دوڑ کر انکی طرف جاتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنے وجود کے لیے خطرناک زہر سمجھتے ہیں اُن سے کیسے بھاگتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھو اس جھاڑی میں (ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ایڈیٹر) اگر ہمیں یقین ہو کہ سانپ ہے تو کیا کوئی بھی ہم میں سے ہوگا جو اس میں اپنا ہاتھ ڈالے یا قدم رکھ دے ہرگز نہیں بلکہ اگر کسی بل میں سانپ کے ہونے کا معمولی وہم بھی ہو تو اسطرف سے گذرنے میں ہر وقت مضائقہ ہوگا۔ طبیعت خود بخود اسطرف جانے سے رکے گی۔ ایسا ہی زہر وغیرہ کی بابت جب ہمیں علم ہوتا ہے مثلاً اسٹرکنیا ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مر جاتا ہے تو کیسے اس سے بچتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ ایک محلہ میں طاعون ہو تو اس سے بھاگتے ہیں اور وہاں قدم رکھنا آتشیں تنور میں گرنا سمجھتے ہیں اب وہ بات کیا ہے جس نے دل میں یہ خوف اور ہراس پیدا کیا ہے کہ کسی صورت میں بھی دل اسطرف کا ارادہ نہیں کرتا؟ وہ وہی **یقین** ہے جو اس کی مہلک اور مضر تاثیرات پر ہو چکا ہے اس قسم کی بیشمار نظیریں ہم دیکھتے ہیں اور یہ ہماری زندگی میں روزمرہ پیش آتی ہیں۔

اب یہ بحثیں کہ گناہ سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے یا فلاں حیلہ ہے بالکل بے سود اور بے مطلب ہیں کیونکہ جبتک الٰہی تجلیات کے رعب اور اور گناہ کی زہر اور اس کے خطرناک نتائج کا پورا علم نہ ہو ایسا علم جو یقین کامل تک پہونچ گیا ہو گناہ سے نجات نہیں ہو سکتی۔

یہ ایک خیالی اور بالکل بے معنی بات ہے کہ کسی کا خون گناہ سے پاک کر سکتا ہے۔ خون یا خودکشی کو گناہ سے کیا تعلق؟ وہ گناہ کے زائل کرنے کا طریق نہیں ہاں اس سے گناہ پیدا ہو سکتا ہے اور تجربہ نے شہادت دی ہے کہ اس مسئلہ کو مانکر کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔

میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ گناہ سے بچنے کی سچی فلاسفی یہی ہے کہ گناہ کی

ضرر دینے والی حقیقت کو پہچان لیں اور اس بات پر یقین کر لیں کہ ایک زبردست ہستی ہے جو گناہوں سے نفرت کرتی ہے اور گناہ کرنیوالے کو سزا دینے پر قادر ہے۔

دیکھو اگر کوئی شخص کسی حاکم کے سامنے کھڑا ہو اور اُسکا کچھ اسباب متفرق طور پر پڑا ہوا ہو تو یہ کبھی جرأت نہیں کریگا۔ کہ اس اسباب کا کوئی حصہ چرالے۔ خواہ چوری کے کیسے ہی قوی محرک ہوں اور وہ کیسا ہی اس بدعادت کا مبتلا ہو مگر اسوقت انکی ساری قوتوں اور طاقتوں پر ایک موت وارد ہو جائے گی اور اسے ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی اور اسطرح پر وہ اس چوری سے ضرور بچ جائے گا۔ اسیطرح پر ہر قسم کے خطاکاروں اور شریروں کا حال ہے کہ جب اُنہیں ایسی قوت کا پورا علم ہو جاتا ہے جو انکی اس شرارت پر سزا دینے کے لیے قادر ہے تو وہ جذبات ان کے دب جاتے ہیں + یہی سچا طریق گناہ سے بچنے کا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ پر کامل یقین پیدا کرے اور اس کے سزا و جزا دینے کی قوت پر معرفت حاصل کرے + یہ نمونہ گناہ سے بچنے کے طریق کے متعلق خدا نے ہماری فطرت میں رکھا ہوا ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اس اصول کو آپ کے سامنے پیش کر دوں کیا عجب آپکو فائدہ پہنچے اور چونکہ آپ سفر کرتے رہتے ہیں اور مختلف آدمیوں سے ملنے کا آپکو اتفاق ہوتا ہے آپ اُن سے اسے ذکر بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ طریق جو میں پیش کرتا ہوں آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ جسقدر چاہیں جرح کریں یہ میری طرف سے آپ کو ایک تحفہ ہے اور میں ایسے تحفے دے سکتا ہوں۔

ہر شخص جو دنیا میں آتا ہے اُسکا دین ہونا چاہیے کہ دھوکے اور خطرے سے بچے۔ پس گناہ کے پیچھے ایک خطرناک اور تمام خطروں اور دھوکوں سے بڑھکر ایک دھوکا ہے میں آگاہ کرتا ہوں کہ اس سے بچنا چاہیے اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ کیونکر بچنا چاہیے۔ اگرچہ اس سے پہلے ایک اور مسئلہ بھی ہے جو **خدا کی ہستی** کے متعلق ہے مگر میں سردست اسکو چھوڑتا ہوں اور اس دوسرے مقصد کو لیتا ہوں۔ جسکا ماحصل اور مدعا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی بجائے خود نیک بننا چاہتا ہے اور نیکی کو اچھا سمجھتا ہے اختلاف اگر ہے تو ان طریقوں اور حیلوں میں ہے جو نیکی کے حصول کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں مگر مشترک طور پر نفس نیکی کو سب پسند کرتے اور چاہتے ہیں + جھوٹ بولنا کون پسند کرتا ہے جذبات نفسانی سے بچنے کو اچھا کہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود بدی کو بدی سمجھنے کے بھی ایک دنیا ان میں گرفتار ہے اور گناہ کے سیلاب میں بہتی ہوئی جا رہی ہے۔

میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ عیسائیوں نے انسان کی گنہگار زندگی کو ہلاک کر کے نیکی اور پاکیزگی کی زندگی کے حصول کے لیے یہ راہ بتائی ہے کہ **مسیح ہمارے لیے مرگیا** اور ہمارے گناہوں کا بوجھ اُس نے اٹھا لیا۔ اور اُس کے خون سے ہم پاک ہوگئے۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپکو بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ مسیح کے خون نے یورپ کی حالت پر کوئی نمایاں اثر اور تبدیلی پیدا نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر نظر کر کے سخت افسوس ہوتا ہے۔ ان کی زندگی مرتاضانہ زندگی نہیں ہے بلکہ ایک آزادی اور اباحت کی زندگی ہے کتنے ہیں جو سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں اور بہت ہیں جو خدا کو مان کر اور مسیح کے خون پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اپنی حالت میں گرے ہوئے ہیں + شراب کی وہ کثرت ہے جو کئی کئی میل تک شراب کی دوکانیں چلی جاتی ہیں اور نامحرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے دیکھنا تو کیا ان کے دوسرے افعال بھی نہ بچ سکے + میں عیسائیوں کو ہی اس گناہ کے سیلاب کو محدود نہیں کرتا میں صاف کہتا ہوں اسوقت دنیا کی ساری قومیں اس زہر کو کھا رہی ہیں اور ہلاک ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں نے باوجودیکہ ان کے پاس ایک روشن کتاب تھی اور اسمیں کسی کے خون کے ذریعہ انکو گناہ سے پاک کرنے کا وعدہ دیکر آزاد نہیں کیا گیا تھا لیکن وہ بھی خطرناک طور پر اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ہندوؤں کو دیکھو انمیں بھی یہی بلا موجود ہے۔ بلکہ انہیں سے بعض قوموں نے جیسے آریہ ہیں نیوگ جیسے مسئلہ کو اپنے ایمانیات اور معتقدات میں داخل کر لیا۔ کہ ایک جبکہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تو وہ اپنی بیوی کو دوسرے سے اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیدے۔

غرض اس قسم کی ناپاک زندگی جو حقیقت میں گناہ کی لعنت ہے وہ عام ہو رہی ہے۔ اور وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچکر ملتی ہے وہ ایک **لعل تاباں** ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے ہاں خدا تعالیٰ نے **وہ لعل تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُسنے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چلکر میں یہ دعوی سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اسکو حاصل کریگا**

اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جسکو

خدا کی سچی معرفت

کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھکر اور

ایک سوال کا جواب

ذیل میں قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل آف گولیکی کا ایک سوال درج کرتے ہیں اور اسکا جواب بھی بوجہ عدم گنجائش ہم جلد اسپر توجہ نہیں کر سکے جس کے لئے امید ہے قاضی صاحب ہمیں معذور سمجھیں گے

ایڈیٹر

راقم محمد ظہورالدین اکمل | نہایت ہی ضروری جواب طلب مراسلات | آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب

مکرمی ایڈیٹر صاحب الحکم قادیان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کل ایک گریجویٹ مسلمان نوجوان نے اثنائے گفتگو میں مجھکو بیان کیا۔ کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت اگر بجائے توفی کے مات ہوتا۔ تو مسلمانوں میں اسقدر بحث ومباحثہ نہ ہونے کے علاوہ یہ کفر وتکفیر کے فتوے جاری نہ ہوتے گویا ان کے خیال میں اسقدر مجادلہ کا باعث خود قرآن مجید کا لفظ ہے ایسا ہی قد خلت من قبلہ الرسل کی بجائے مات الخ ہوتا۔ تو مسیح ابن مریم کی وفات کے متعلق کیوں اتنی مخاصمت ہو۔ یعنی اگر فی الواقع مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو انکی وفات کے بارے میں کیوں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو ذو محمل ہیں چونکہ آپکی قلم ایسے قرآنی نکات تحریر کرنے میں جواہر رقم ہے اس لئے مکلف ہوں کہ آپ ضرور ہی اس سوال کو درج اخبار فرماکر اسکا تسلی بخش جواب دیں اور ایک تعلیم یافتہ مسلمان کی تشفی فرماکر ثواب لیں جواب میں اس بات پر زور نہیں دینا ہوگا کہ توفی یا خلت خود واضح ہیں کیونکہ وہ گریجویٹ فرماتے ہیں اگر واضح ہوں تو اتنا مباحثہ کیوں ہو۔ نیز یہ کہ مات ایک ایسا لفظ تھا کہ اس کا مفہوم سمجھنے میں کسی فرد بشر کو بھی کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے

فاما الجواب

اوّل

توفی کا لفظ قرآن شریف میں بجز موت کے دوسرے معنوں میں آتا ہی نہیں ہے ہاں دو مقام ہیں جہاں **توفی** کا لفظ نیند کے لئے مستعمل ہوا ہے اور وہاں نیند کا قرینہ موجود ہے جیسے سورہ انعام میں ہے **ھو الذی یتوفکم باللیل** الآیتہ یا سورہ زمر کی اس آیت میں **اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا**۔ الآیتہ مگر ان دونوں آیتوں میں بھی اصل مقصد اور موت ہے اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہی ہے جیسے موت میں روح قبض کی جاتی ہے نیند میں بھی یہ

پس قرآن شریف نے **توفی** کا لفظ **موت** ہی کے معنوں پر مستعمل کیا ہے ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں یہ آیا ہو اور موت کے سوا دوسرے معنوں میں مستعمل ہوا ہو۔ پھر اس سے بڑھ کر اور صاف لفظ ہو کیا سکتا ہے یہ بالکل واضح لفظ ہے اگر نہیں تو کوئی ایسی آیت بتاؤ جہاں توفی ہو اور اس کے معنے کچھ اور ہوں یہ دعوےٰ بجز اس کے ٹوٹ نہیں سکتا۔

دوم

موت کا لفظ بمقابلہ توفی کے قابل بحث اور محل شک ہو سکتا ہے کیونکہ لغت عرب کے رو سے یہ لفظ ذیل کے تیرہ معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

اول

موت بمعنی نوم (نیند) جیسے **الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا**۔ (اے انامنا)

دوم

موت بمعنی سکون جیسے **ماتت الریح** ہوا ٹھہر گئی

سوم

قوت نامیہ کے زوال پر بولتے ہیں جیسے **یحیی الارض بعد موتھا**

چہارم

قوت حسیہ کے زوال کو کہتے ہیں جیسے **یالیتنی مت قبل ھذا**

پنجم

قوت عقلیہ کا زوال جیسے **او من کان میتا فاحیینٰہ**

ششم

حزن اور خوف جیسے **یاتیہ الموت من کل مکان**

ہفتم

احوال شاقہ پر موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے **اول من مات ابلیس لانہ اول من عصٰی**

ہشتم

فقر کے معنوں میں آتا ہے جیسے فقال الم تعلم ان من افتقر فقد مات

نہم

ذلت کے معنوں میں آتا ہے۔

دہم

سوال پر بھی آتا ہے

یازدہم

بڑھاپے پر بھی آتا ہے

دوازدہم

معصیت کے واسطے بھی موت کا لفظ بولتے ہیں

سیزدہم

جنون اور صرع پر بھی۔

ہمیں امید ہے کہ قاضی صاحب جو شاعر ہیں اور گریجوایٹ صاحب جو ڈگری یافتہ ہیں اردو زبان کے ان محاورات سے خوب آگاہ ہونگے جو موت کے معنی میں آتے ہیں مگر متوفی کا لفظ تو عام کاغذات سرکاری اور غیر سرکاری میں روز مرہ کی گفتگو میں موت ہی پر بولا جاتا ہے

سوم

قرآن شریف کے الفاظ اپنے اندر ایک قوت اعجاز اور علمی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ یونہی استعمال نہیں کئے گئے اور اسی طریق پر توفی اور امانت کے الفاظ میں توفی کا لفظ امانت کے بجائے استعمال کرنے میں ایک تو یہی سر ہے کہ موت کا لفظ بمعنی مختلف آتا ہے جس سے مختلف احتمال اور شکوک پیدا ہو سکتے تھے۔ دوسرے موت کا لفظ ان چیزوں کی فنا کی نسبت **بھی** بولا جاتا ہے جنپر فنا طاری ہونیکے بعد کوئی روح باقی نہیں رہتی۔ اسیوجہ سے جب نباتات اور جمادات اپنی صورت نوعیہ کو چھوڑ کر کوئی اور صورت قبول کرلیں تو انپر بھی موت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں یہ لوہا مرگیا ہے اور کشتہ ہو گیا وغیرہ ایسا ہی تمام جاندار اور کیڑے مکوڑے جنکی روح مرنے کے بعد باقی نہیں رہتی اور مورد ثواب وعقاب نہیں ہوتے انکے مرنے پر بھی **توفی** کا لفظ نہیں بولتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ فلاں جانور مرگیا یا فلاں کیڑا مرگیا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے کلام عزیز میں یہ منظور ہے کہ کھلے کھلے طور پر یہ ظاہر کرے کہ انسان ایک ایسا جانور ہے کہ جس کی موت کے ...

امروہہ سے ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں متعہ کے جواز و عدم جواز پر ایک خط لکہا حضرت اقدس نے وہ خط جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو جواب کے لیے سپرد کر دیا مولانا موصوف نے جو انکا جواب رقم فرمایا ہے وہ یہاں ناظرین الحکم کے لیے مندرج کیا جاتا ہے وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

محبی حضرت فخر الدین احمد صاحب۔ بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ حضرت اقدس نے آپ کا خط متضمن استفسار جواز و عدم جواز متعہ باستدلال آیت فما استمتعتم بہ الآیہ واسطے لکہنے جواب کے مجکو دیا لہذا جواب اس کا محرر کیا جاتا ہے وہو ہذا۔ جواز متعہ یعنی جواز عقد موقت کے لیے اس آیت سے استدلال کرنا ایسا ہے جیسا کہ لا تقربوا الصلوۃ سے نماز کے نہ پڑہنے پر استدلال کرنا جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ مشتقات لفظ استمتعتم کے قرآن مجید میں چند جگہ آئے ہیں اور سب جگہ اس کے معنے فائدہ اٹہانا اور نفع حاصل کرنا ہیں نہ عقد موقت اور متعہ شیعہ وغیرہ کا چنانچہ اللہ تعالیٰ منافقین کے بارہ میں فرماتا ہے فاستمتعتم بخلاقکم کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقہم یعنی پس فائدہ اٹہایا تم نے اپنے حصہ کے ساتھ جیسا کہ نفع اٹہایا تہا ان لوگوں نے جو تم سے پہلے تہے اپنے حصہ کے ساتھ۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں اذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا واستمتعتم بہا ترجمہ تم لے چکے اپنی طیبات یعنی مزہ کی چیزیں اپنی زندگانی دنیا میں اور ان سے فائدہ اٹہا چکے۔

ان دونوں آیتوں میں اور نیز دیگر مقاموں میں معنی استمتاع کے بالاتفاق عقد موقت یعنی متعہ کے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں۔ رہی آیت فما استمتعتم بہ فیہا تو واضح ہو کہ خود اسی آیت میں رد عقد موقت یعنی متعہ کا موجود ہے جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ آیت میں لفظ محصنین جسکا مادہ حصن ہے دلالت کر رہا ہے کہ جس عقد نکاح کا ذکر ماسبق آیت کے ہے وہ ایک قلعہ کی مانند ہو جسمیں سے زوجہ خود بخود بغیر طلاق کے باہر نہ ہو سکے تاکہ معنی احصان کے پورے طور پر حاصل ہوں پس لفظ محصنین سے عقد موقت یعنی متعہ خارج ہوگیا کیونکہ اسمیں تو وقت عقد کے ہی نفی احصان کی ہوتی ہے یعنی عورت بغیر طلاق کے بعد انقضاء اجل کے خود بخود جدا ہو جاتی ہے پہر لفظ غیر مسافحین بہی دلالت کر رہا ہے کہ وہ نکاح صرف شہوت رانی کے لیے نہو کہ بعد نکالنے مستی کے چند روز کے بعد عورت بغیر طلاق کے مطلق العنان ہو جاوے پس عقد متعہ منافی ہے لفظ غیر مسافحین کے لیے بہی۔ آگے لفظ فا موجود ہے جو تعقیب کے لیے آیا ہے لہذا مضمون ما استمتعتم بہ کا بعد اس نکاح کے ہونا چاہیے جسکا ذکر بشرائط مذکورہ ہو چکا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ بعد ایسے نکاح کے جو بشرائط مذکورہ ہو عقد موقت یعنی متعہ کہاں ہو سکتا ہے بلکہ بعد ایسے نکاح کے منکوحات سے فوائد جماع اور مباشرت وغیرہ کے حاصل کیے جاتے ہیں پس آیت فما استمتعتم بہ میں معنے استمتاع کے فائدہ جماع وغیرہ کا حاصل کرنا متعین ہوئے لا غیر پس ایک لفظ فا نے ہی عقد متعہ کی نفی کر دی پہر لفظ ما ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے حقیقتاً آیا ہے پس لفظ ما سے مراد عورتیں نہیں کیونکہ ہو سکتی ہیں کہ بلا ضرورت حقیقت سے صرف الی المجاز لازم آتا ہے اور اگر تسلیم بہی کیا جاوے تو پہر منہن کی کیا ضرورت ہے پس مراد اس سے جماع یا مباشرۃ وغیرہ ہے ہو لا غیر اور ضمیر بہ کی جو مفرد ہے اسی لفظ ما کے مفہوم کیطرف راجع ہے۔ ہاں ضمیر جو منہن میں ہے وہ عورتوں کیطرف راجع ہے جنسے نکاح بطور احصان اور غیر مسافحین کی حالت میں ہوا ہے۔ اور چونکہ بعد نکاح کے منکوحات سے جماع وغیرہ کے ساتھ ہی ابتدا کی جاتی ہے لہذا لفظ من جو منہن میں موجود ہے جو ابتداء کے لیے آتا ہے پس آیت مذکورہ سے عدم جواز متعہ پایا گیا نہ جواز۔ اور نتیجہ ماحصل آیت کا یہ ہوا کہ ماورائے محرمات مذکورہ بالا کے سب عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ بدلے اموال کے تم ان کو ایسے نکاح میں لانا چاہو جو مانند قید حصن کے ہو اور صرف شہوت رانی کے لیے نہ ہو۔ پہر بعد عقد نکاح کے جس چیز کیساتھ یعنی جماع وغیرہ کیساتھ تم ان سے نفع اٹہاؤ تو ان کے مہر فریضہ اور مقررہ ادا کرو یعنی در صورت فائدہ اٹہانیکی منکوحات کیساتھ جماع وغیرہ کے پورا مہر فریضہ و مقررہ دینا ہوگا یہ معنی آیت کے نہایت مربوط و مرتب اور درست ہوتے ہیں لیکن اگر آیت فما استمتعتم کو ماسبق سے علحدہ کر کر معنی استمتاع کے عقد متعہ کے لیے ملا دیں تو اول

حرف فاعتدوا اور باطل ہوا جاتا ہے ثانیاً اور کوئی ربط ماسبق سے باقی نہیں رہتا اور نیز ثالثاً معنی آیت کے فی نفسہا فاسد ہوا جاتے ہیں کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ بمجرد واقع ہونے عقد متعہ کے بغیر حصول فوائد جماع وغیرہ کے پورا مہر ادا ہو جاوے کا ادا کرنا ضروری ہو جاوے حالانکہ پورا مہر مقررہ تو بمجرد عقد نکاح کے بھی لازم نہیں آتا جب تک کہ استمتاع جماع وغیرہ کے ساتھ واقع ہو لیوے پس اس معنے سے فساد در فساد لازم آیا وتعالی شان کلام اللہ تعالی عن ذلک علوا کبیرا۔ اور سورہ مومنون کی آیت بھی عقد متعہ کی نفی کر رہی ہے قال اللہ تعالی والذین هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين. فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون۔ کیونکہ عورت ممتوعہ نہ ملک یمین میں داخل ہے اور نہ ازواج میں داخل ہو سکتی ہے کیونکہ احکام وراثت و ملک یمین وغیرہ سے اسکو کچھ بھی حصہ نہیں ملتا ہے لہذا عورت ممتوعہ ما وراء ذلک میں داخل ہوئی اور جو شخص ایسے عقد کا ابتغا کرے وہ عادون میں داخل ہے وہو المدعا۔

اب رہیں احادیث سو جس باب احادیث میں بسبب شدۃ ضرورت اور قلت نسا رکے متعہ کا جواز خاصۃ کسی کے لیے جہاد میں پایا جاتا ہے اسی باب میں اسکی حرمت موبدہ بڑی تاکید سے ثابت ہوتی ہے اور سر اس روایت جواز اور حرمت کا یہ ہے کہ جب تک حرمت کسی شے کی بامر الہی نازل نہ ہوتی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکو اباحت اصلیہ کے ماتحت رکھتے تھے پس بعض لوگوں نے جب بسبب ضرورت اشد متعہ کیا تو حسب عادت کریمہ اس رحمۃ للعالمین نے اپنی طرف سے اسکو حرام نہ فرمایا لیکن جب حرمت اس کی اللہ تعالے کیطرف سے نازل ہو گئی تب آپ نے باواز بلند فرمادیا کہ ان الله قد حرم ذلك الى يوم القيمة اور نیز فرمایا الا انها حرام من يومكم هذا الى يوم القيمة جیسا کہ احادیث صحاح میں موجود ہے لہذا قول یا فعل کسی صحابی کا یا کسی امام کا آئمہ اربعہ میں سے یا کسی عالم کا علما رکبار میں سے مقابل نصوص کی قرآنیہ کے محت نہیں ہو سکتا بلکہ نصوص قرآنیہ کی تبدیل تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی جائز نہیں چہ جائیکہ اوروں کی کما قال تعالے قل ما يكون لي ان ابدله من تلقاء نفسي اني اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم۔ لہذا ہمارے اس خط کے جواب میں کوئی صاحب مجاز نہیں ہیں کہ کسیکا قول پیش کریں ہاں جو ہمنے استدلال بآیات قرآن مجید کیا ہے انکی ہر ایک دلیل اور مقدمہ کو منقوض کریں ورنہ وہ جواب مسموع نہ ہوگا والسلام خیر ختام ۸ دسمبر ۱۹۰۱ء۔

عسل مصفے

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع ایک مبسوط ۴۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان شریف میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے ۱۲؍ قیمت پر علاوہ محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مشفقی سید عبد المجید صاحب سلمہ

آپ کا خط مجھکو ملا اگرچہ آپکے سوالات ایسے غلطی سے بھرے ہوئے ہیں کہ انکا جواب دینا تضیع اوقات ہے لیکن آپکے دعوے طلب حق پر خیال کرکے لکھنا پڑا۔

اول آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ سے یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس سے اقرار پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو تو اسکا ماننا غیر ضروری ہے اور کسی پیشگوئی کا ماننا ایمان میں داخل نہیں۔ اس عبارت کے معنے آپ نے الٹے سمجھ لیے ہیں کیونکہ اخبار قیامت اور حشر و نشر اور بہشت و دوزخ سب بر رنگ پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں کیا ان پر ایمان لانا نہیں چاہیے اور کیا ان کے انکار سے ایک مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے پس جس خدا نے یہ پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اسی خدا نے مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی بھی بیان فرمائی ہے اگر خدا کی پیشگوئی سے انکار کرنا کفر کا موجب ہے تو اس پیشگوئی کی تکذیب کرنا بھی موجب کفر ہوگا۔

اور باوجود اس کے یہ بھی سچ ہے کہ طبعی طور پر ہر ایک پیشگوئی ایمانیات کی جزو نہیں ہے بلکہ جزو بنائی گئی ہے یہی امر ہم نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے اور اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ اصل ایمانی امور توحید وہ ہیں جو قرآن شریف میں آچکے ہیں اور ثابت ہو چکے ہیں اور دوسری پیشگوئیاں جو حدیثوں میں درج ہیں وہ اسوقت ایمانیات کی جزو بنائی جاتی ہیں جب ثابت ہو جاوے کہ یہ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور وہی معنے اس کے صحیح ہیں جو بنائے گئے ہیں کیونکہ ثبوت کے بعد ایک پیشگوئی کو ایمانیات میں داخل نہ کرنا ایک بے ایمانی ہے لیکن جب تک ثبوت نہ ہو تو ان تشریحوں کو ایمانیات میں داخل کرنا جو محض اجتہادی ہیں سراسر حماقت اور جہالت ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو بہت امور دور کی اجتہادی تشریحوں کو بھی ایمانیات میں داخل نہیں سمجھتے تھے چہ جائیکہ اور پیشگوئیاں۔ پس اسی طرح نزول مسیح کا مسئلہ یعنی یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ ہوں گے یہ اعتقاد ہرگز ایمانیات میں داخل نہیں ہے کیونکہ خیالات محض اجتہادی امور ہیں حدیثوں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آسمان پر گئے کوئی حدیث ایسی ثابت نہیں ہوئی کہ جسمیں یہ ذکر موجود ہو کہ عیسی آسمان پر چلا گیا تھا اور نہ کوئی ایسی حدیث پائی جاتی ہے جسمیں یہ لکھا ہو کہ عیسی آسمان سے نازل ہوگا پس نہ تو آسمان پر جانا ثابت ہے اور نہ آنا آسمان سے۔ پس اس مضمون کو ماننا ایمانیات میں کیونکر داخل ہوگا ہاں مسیح موعود کا آنا جو بغیر قید نزول کے ہے وہ ضرور ایمانیات میں داخل ہے کیونکہ نہ وہ محض حدیث سے بلکہ قرآن سے ثابت ہے اس لیے اسکا انکار کفر ہے اور جو شخص اس امت کے آخری مسیح کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور گو عیسی کا آنا آسمان سے حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا مگر اس امت میں اسے آخری زمانہ میں ایک مسیح خاتم الخلفا پیدا ہوتا اسلام سے تعلق رکھتا ہے بلکہ جزو اسلام کا ہے کیونکہ اس کے انکار سے سورۃ نور کا تمام بیان باطل ٹھہرتا ہے غرض اگرچہ پیشگوئیاں اصل حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہے مگر اسوقت داخل ہو جاتی ہیں جب ثابت ہو جائے کہ ان کے یہ معنی ہیں اور یہ درحقیقت قرآن شریف میں آگئے ہیں یا درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کیا آپ اسقدر بھی سمجھ نہیں سکتے کہ جب پیشگوئی کے معنے ثابت ہو گئے اور اجتہاد کو اسمیں دخل نہ رہا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول ہے تو پھر کیوں وہ پیشگوئی ایمان میں داخل نہیں ہوگی کیا قیامت اور بہشت وغیرہ کی پیشگوئیاں ایمان میں داخل ہیں یا نہیں آپ پہلے اس جواب کو خوب سمجھ لیں پھر مجھے اطلاع دیں کہ میں نے اسکو سمجھ لیا ہے یا اگر شک ہو تب بھی اطلاع دیں ایک سوال کے فیصلہ کے بعد پھر دوسرا سوال کریں

۶ دسمبر ۱۹۰۱ء

چند پاک باتیں

دعا - کی حقیقت کے سمجھنے کیواسطے انسان کو اس بچہ کی حالت پر غور کرنا چاہیئے جو کبھی بھی وہم نہیں کر سکتا کہ اسکی ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں ہے تم غور سے دیکھو اور بتاؤ کہ کیا کبھی بچہ کے وہم اور خیال میں بھی گذر سکتا ہے کہ دودھ ماں کے پستان میں نہیں ہے۔ پس جیسا ایمان اور یقین اس بچہ کو ہے ویسا ہی ایمان جب تک انسان خدا تعالی کی کامل قدرت اور اختیار پر نہیں لاتا اسوقت تک وہ فلسفہ دعا سے بے خبر ہے اور نہ دعا سے کوئی لذت اسے آسکتی ہے لیکن جب خدا تعالی پر ایسا ایمان یقین کامل کے رنگ میں پیدا ہو جاوے تو وہ ایمان دعا کی حقیقت لطف کے ساتھ خود کھولدیتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم صاحب)

اسلام کی روح خدا کی محبت ہے اور نمازوں کا مغز خدا کی اطاعت ہے۔

(حضرت اقدس)

جمع بین الصلوتین پر مزید تشریح کی خاطر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کچھ عرض کیا - جواباً ایک مختصر سی تقریر کے دوران میں فرمایا (اسکے متعلق حضرت اقدس کی مفصل تقریر کسی آئندہ اشاعت الحکم میں شایع ہوگی - (ایڈیٹر)

میں جو کام کرتا ہوں آسمانی اشارہ اور ربانی القاسے کرتا ہوں خدا تعالے نے مجھپر **تجمع له الصلواة** والی حدیث کی صحت کھولدی ہے اور اب میں ہرگز کسی کی پرواہ نہیں کر سکتا - یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جسکے پورا کرنے اور پورا کرانے سے ہمیں دوہرا ثواب ملتا ہے **انما الاعمال بالنیات** -

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان دو نمازوں کی بجائے حقیقت میں میں چار نمازیں پڑھتا ہوں اگر مخالفوں کا خوف ہو کہ وہ کیا کہینگے! میں اسکی ہرگز پرواہ نہیں کر سکتا مجھے ان سے کیا غرض میں تو خدا کی باتوں پر اور خدا کے حکم پر چلتا ہوں اور خدا کی باتوں کو چھوڑنے سے میں اپنے لئے اسکو بہتر سمجھتا ہوں کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں میری زندگی کس کام کی ہو سکتی ہے جب وہ خدا کی کسی بات کو چھوڑ دیں میں ہرگز پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ میرے پاس ایک انگلی بھی نہ رہے مگر میں خدا کی ان باتوں کو جو خود اسنے مجھے فرمائی ہیں کبھی چھوڑ نہیں سکتا؟ اور میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ یہ امر طریق ادب سے دور ہے کہ جو حکم اور عدل ہے

جاتی ہیں یہ ختم ہو جائیں گے پھر انشاءاللہ وہی اپنے وقت پر ادا ہونے لگیں گی۔ اور اسوقت بھی جمع قلب اور انشراح صدر کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالی کا ایما ہے (حضرت اقدس)

مندرجہ بالا اس مختصر تقریر کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم کے الفاظ میں ہے۔ جو ۹ دسمبر ۱۹۰۱ء کو سیر کے وقت حضور نے فرمائی۔

بقیہ مضمون

سید ارادت حسین صاحب احمدی مُنگیری

اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیہزم الجمع ویولون الدبر ولا یزال الذین کفروا تصیبہم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارہم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون۔ ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم طریقا الا طریق جہنم خالدین فیہا ابدا۔ والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

ترجمہ

کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھ بہتر ہیں۔ یا تم خدا کی کتابوں میں معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنی اور بری قرار دیے گئے ہو۔ سو کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو زبردست اور فتح پانیوالی ہے عنقریب یہ ساری جماعت پیٹھ پھیری ہوئی بھاگے گی اور ہمیشہ اُن کا فروں کو کوئی نہ کوئی کوفت پہونچتی رہے گی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائیگا جسکا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ خدا تخلف وعدہ نہیں کرے گا۔ اور رسولوں کے حق میں پہلے ہی یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ہمیشہ نصرت اور فتح انہیں کے شامل حال رہے گی۔ اور ہمیشہ ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

خدا نے تم میں سے بعض نیکو کار ایماندار وں کے لیے یہ وعدہ ٹھیرا رکھا ہے کہ انھیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفہ کرے گا انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا۔ اور اُن کے دین کو جو اُن کے لیے پسند کرلیا ہے یعنی دین اسلام کو زمین پر جمادے گا اور مستحکم اور قایم کردیگا اور بعد اس کے کہ ایماندار خوف کیحالت میں ہونگے یعنی بعد اُسوقت کے کہ جب بباعث وفات حضرت خاتم الانبیا کے یہ خوف دامنگیر ہوگا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے تو اُس خوف اور اندیشہ کی حالت میں خدا تعالےٰ خلافت حقہ قائم کرکے مسلمانوں کو اندیشہ اتری دین سے بے غم اور امن کیحالت میں کرے گا وہ خالصًا میری پرستش کرینگے اور مجھے کسی چیز کے شریک نہیں ٹھیرائینگے ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کے مالک و وارث ہونگے یعنی شام کے (زبور ۳۷) کافر اور مشرک کہ جو شرک اور کفر پر مرینگے اُن کے گناہ بخشے نہ جائینگے اور خدا اُنکو اُن کے کفر کی حالت میں اپنی معرفت کی راہ نہیں دکھلائے گا ہاں جہنم کی راہ دکھلائے گا جسمیں وہ ہمیشہ رہینگے پھر جو لوگ خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لائے وہی ہیں کہ جو خدا کے نزدیک صدیق ہیں اُن کے لیے اجر ہوگا اُنکے لیے نور ہوگا اُنکو اسی زندگی میں بشارتیں ملینگی یعنی وہ خدا سے نور الہام کا پائینگے اور بشارتیں سُنینگے جنمیں اُنکی بہتری اور مدح اور ثنا ہوگی اور خدا اُن کی سچائیوں کو روشن کردے گا۔

نمبر ۱۹۔ غرضکہ اب ثابت ہوگیا کہ مثیل موسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے نہ مسیح۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے بھائیوں میں سے تھے نہ مسیح۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم موسی کی مانند تھے نہ مسیح

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کل احکام خدا کے پہونچا دیے نہ مسیح نے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف سب نابود ہوگئے نہ کہ مسیح کے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود کا ٹے گا ٹے وقت کے آنے کی قتل سے محفوظ رہے (نہ کہ مسیح (جو بقول آپ کے آخرکار صلیب دیے گئے)

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بڑے جلال سے پوری ہوگئیں (نہ کہ مسیح کی۔

نمبر ۲۰۔ الغرض یہ پیشگوئی اور اور پیشگوئیاں بائبل کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے واضح ہے اور اہلکتاب بھی آنحضرت کو خوب پہچانتے ہیں اور پہچانتے تھے اور قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے الذین اتیناہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون۔ جن لوگوں کو ہمنے کتاب (تورات) دی ہے وہ اُس نبی کو اسطرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں ایک گروہ ہے جو دیدہ دانستہ حق کو چھپاتے ہیں مگر صرف اور بعض ہٹ دھرمی سے نہیں مانتے ہیں

اسبات کی عملی دلیل کہ جناب رسول خدا صلعم وہی نبی موعود مثیل موسیٰ ہیں اور یہ کہ یہود کو اور عیسائیوں کو آپکی صداقت کا دل سے یقین تہا یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتمام حجت کے لیے یہودیوں سے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو میری صداقت میں شک ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہو تو میرے

رجسٹرڈ ایل ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام ہے خواص اور معاونین سے ہندوستان سے باہر ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

نمبر ۴۶	دار الامن و الامان قادیان ۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۸۔ نومبر کی سیر اور مسٹر ڈکسن سیاح کی روانگی

ہم آجتک ناظرین کو مسٹر ڈی ڈکسن سیاح کی روانگی پر حضرت اقدس نے جو تبلیغ کی تھی سنا نہیں سکے وجہ وہی عدم گنجایش۔ آج ہم اس سلسلہ کو بفضلہ تعالیٰ شروع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

۱۰۔ کی صبحکو قریباً ساڑھے آٹھ بجے حضرت اقدس سیر کو نکلے اور چونکہ آپ میں مہمان نوازی کا اعلیٰ درجہ کا وصف ہے اور مہمان نوازی سنت الانبیاء میں سے ہے کیونکہ یہ مخلوق دل سے چاہتی ہے کہ لوگوں کو ہدایت ہو اور مخلوق پر اس مخفی خدا کو آشکار کریں جو انپر جلوہ فگن ہوتا ہے اسی لحاظ سے آنحضرت نے نیچے اترتے ہی مسٹر ڈکسن کو مخاطب کرکے فرمایا

حضرت اقدس۔ ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس اور ٹھیریں تاکہ میں اسلام کی **وہ روحانی فلاسفی** جو اس زمانہ میں مخفی تھی اور جو **خدا نے مجھے عطا کی ہے** آپکو سمجھاؤں۔

مسٹر ڈکسن۔ میں آپ کا از بس ممنون ہوں مگر آج مجھے جانا ہی چاہیے میں نے کچھ کچھ سن لیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد حضرت اقدس سیر کے لیے روانہ ہو پڑے اور مندرجہ ذیل تقریر آپ نے شروع کی۔

حضرت اقدس۔ چونکہ آپکو چلے جانا ہی اس لیے میں چاہتا ہوں کہ کچھ تو اپنے مقصد کو بیان کر دوں۔ انبیا علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور انکی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالےٰ **کو شناخت کریں** اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کیطرف لے جاتی ہے اور جسکو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اسوقت بھی جو خدا تعالےٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے **مجھے مبعوث فرمایا ہے** تو میرے آنیکی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں **کہ خدا کیا ہے؟** بلکہ دکھانا **چاہتا ہوں** اور گناہ سے بچنے کی راہ کیطرف رہبری کرتا ہوں دنیا میں لوگوں نے جسقدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لیے نکالے ہیں اور خدا کی شناخت

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل انگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز! انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف۔ بصارت۔ تاریکی چشم دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ بل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یکسان مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمے سے فائدہ اٹھاوین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی مبلغ ۸ روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ خالص ممیرا فیماشہ ۱۰ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔

ترکیب استعمال۔ سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دفعہ دن مین استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے مین کسی قسم کا پرہیز نہیں برائے دفعہ امراض چشم دن مین دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی لشہ یعنی دوائی اشیا اور گرم مصالحہ جات اور اشیا ترش سے پرہیز لازمی ہے۔ جہانتک ہو سکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے ترکیب استعمال ممیرا بحساب ایک رتی خالص ممیرہ دو تولہ مصری عرق گلاب مین حل کرکے دن مین دو مرتبہ استعمال کرین۔

نوٹ۔ اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہوسکے۔ تو اس کارخانہ سے بحساب ۴ تولہ منگوا سکتے ہین۔ **پرہیز** ترش گرم اور بادی اشیا سے پرہیز لازمی ہے۔ نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط

مشفقم سردار صاحب۔ اب کچھ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا وہ متفرق طور سے خرچ ہوا۔ لوگون نے فائدہ بیان کیا۔ اب میرے گھر مین چند عوارض یعنی کمزوری نظر و پانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو یہ بہتر معلوم ہے کہ مین اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہون۔ آپ برائے مہربانی ایک تولہ سرمہ ذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرما دین

الراقم مرزا غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

بعد تسلیم واضح رائے شریف ہو کہ مین نے جناب سے سرمہ سفید ممیرہ کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا گئی ادمیون کے پھولے دور ہوگئے خود مجھکو پڑوال پڑ گئے تھے۔ وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے اور کارنیا و آنکھ کا ڈیلا بالکل خراب ہوگیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے مین دور کے آدمی کو پہچان نہین سکتا تھا اب دور کی چیز بھی مین دیکھ سکتا ہون۔ اور اخبار بھی پڑھ سکتا ہون۔ آپکا شکریہ ادا کرتا ہون ایک تولہ سفید سرمہ ممیرہ کا بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔ ۲ مارچ ۱۹۰۳ء راقم ڈاکٹر

ہر برام پنشنر مقام بالکوٹ ضلع مظفر نگر

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہے ایک بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۳ء مین جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا۔